www.KitaboSunnat.com

دارالافتاء

جناب غازی عزیر
الخبر۔ سعودی عرب

اقامها اللہ وادامہا کی تحقیق

ایک عزیز دوست لکھتے ہیں:

"اقامت کے جواب میں "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا"، کہنا کیا صحیح احادیث سے ثابت ہے؟ ــــ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر اہل حدیث حضرات اس پر عامل ہیں لیکن حال ہی میں ایک اہلحدیث عالم سے گفتگو کے دوران یہ سنا کہ یہ کہنا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ کیا آپ برائے مہربانی اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے؟ ــ جزاکم اللہ، والسلام!"

الجواب: شافعی، حنبلی اور اہل حدیث مسالک سے تعلق رکھنے والے علماء کی نماز یا اذکارِ مسنونہ کے موضوع پر لکھی جانے والی اکثر وبیشتر کتب میں یہ لکھا ہے کہ اذان کی طرح اقامت کا جواب بھی دینا چاہیے، لیکن جب مؤذن دورانِ اقامت "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" کہے، تو تمام نمازیوں کو اس کے جواب میں "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" کہنا چاہیے۔ چنانچہ علامہ محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی الشافعی (م ۶۷۶ھ) "بَابُ مَا يَقُوْلُ مَنْ سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ وَالْمُقِيْمَ" کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"جو شخص مؤذن کو اذان دیتے اور مقیم کو اقامت پڑھتے ہوئے سنے، اس کے لیے مستحب ہے کہ اذان واقامت کا جواب دے اور اقامت کے کلمات میں "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" کہے۔"[1]

کتاب "الاذکار" للنووی کے مشہور شارح علامہ ابن علان فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" کہا ہے، پس اقامت کا جواب دینا اور اقامت کے وقت "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا"، کہنا مسنون ہے۔

[1] کتاب الاذکار المنتخبۃ من کلام سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم للنووی ص۳۰ طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۷۹ء۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض روایات میں یہ اضافہ بھی وارد ہے: "وَجَعَلَنِیْ مِنْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا۔ الخ!" [1]

علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (م ۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

"اور مستحب ہے کہ اقامت میں وہی کہا جائے جو اقامت کہنے والا کہے لیکن اقامت کے کلمہ کی جگہ "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" کہا جائے۔ جیسا کہ ابوداؤد نے اپنی اسناد کے ساتھ بعض اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ الخ!" [2]

علامہ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن القیم الزرعی الجوزیؒ (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

"سنن ابی داؤدؒ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب سے مذکور ہے کہ حضرت بلالؓ اقامت پڑھتے تھے، جب وہ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کہتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" [3]

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ لکھتے ہیں:

"جوابِ اقامت: اذان ہی کی طرح ہے مگر "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کو سن کر یہ کہا جائے: "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ قائم و دائم رکھے)" [4]

اسی طرح مولانا مختار احمد ندوی سلفی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"تکبیر کا جواب: اذان کی طرح تکبیر کا بھی جواب دینا چاہیے۔ صرف "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کے جواب میں "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" کہے (ابوداود)" [5]

اور پروفیسر طیب شاہین لودھی صاحب بھی "اقامت سن کر پڑھنے کی دعاء" کے زیرعنوان

---

[1] شرح الوجیز مختصر لابنِ علانؒ علی ہوامش کتاب الاذکار ص ۳۹ طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۷۹ء۔

[2] المغنی لابنِ قدامہؒ ج ۱ ص ۴۲۷ طبع مکتبۃ الریاض الحدیثہ ۱۹۸۱ء۔

[3] الوابل الصیب من الکلم الطیب لابنِ قیمؒ ص ۱۱۸۔ طبع انصار السنۃ المحمدیہ لاہور۔

[4] پیارے رسولؐ کی پیاری دعائیں مع نمازِ مسنون مرتبہ مولانا محمد عطاء اللہ حنیفؒ ص ۱۹ طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور۔

[5] نمازِ مسنون از مولانا مختار احمد ندوی ص ۱۲ طبع الدار السلفیہ بمبئی ۱۹۷۸ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھتے ہیں:

"جب اقامت کھڑی ہوتی، حضرت بلالؓ اقامت کہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ وہی الفاظ دہراتے رہتے۔ جب حضرت بلالؓ "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرماتے: "اَقَامَہَا اللّٰہُ وَاَدَامَہَا" (اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ قائم رکھے) سنن ابی داؤد ج۱ ص۱" [1]

بعض حنفی المسلک علماء نے بھی اقامت کے اس جواب کو اپنی بعض تصانیف میں بیان کیا ہے۔ مثلاً جناب ایم ایس چوہدری قادری صاحب، چیئرمین یورپین اسلامک مشن ڈان کاسٹر انگلینڈ تحریر فرماتے ہیں:

"اذان واقامت کا جواب: ..... اور اقامت میں جب سنے "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" تو سننے والا کہے "اَقَامَہَا اللّٰہُ وَاَدَامَہَا" الخ [2]

اگرچہ بعض احناف کی کتب میں اس کا ذکر ملتا ہے لیکن اس پر ان کا عمل نہیں ہے۔ ہاں ایک عرصہ دراز سے برصغیر کے بیشتر علماء اہلحدیث کا اس پر عمل جاری ہے۔ دراصل اقامت کا یہ جواب سنن ابی داؤد کی ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے جیسا کہ اوپر نقل کی گئی بعض عبارات سے بھی ظاہر ہے، لیکن کسی بات کا صرف کسی حدیث کی کتاب میں موجود ہونا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ اصل دیکھنے کی بات یہ ہے کہ وہ حدیث کیا ہے؟ اور محدثین کے نزدیک اس کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟

مذکورہ حدیث حافظ سلیمان بن اشعث ابی داؤد السجستانی (م ۲۷۵ھ) نے اپنی سنن کے "بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ" میں بطریق "سلیمان بن داؤد العتکی ثنا محمد بن ثابت حدثنی رجل من اهل الشام عن شهر بن حوشب عن ابی امامة او عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اس طرح روایت فرمائی ہے:

إِنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ فَلَمَّا أَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

---

[1] اذکار ماثورہ از پروفیسر شاہین لودھی ص ۶۹ ناشر شیخ عبدالحمید ملتان۔

[2] نماز و دادعیہ از ایم ایس چوہدری طبع یورپین اسلامک مشن ڈان کاسٹر انگلینڈ و فیصل آباد ۱۹۸۲ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا
وَقَالَ فِيْ سَائِرِ الْاِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِي الْاَذَانِ" [1]

امام ابوداؤد السجستانیؒ سے اس روایت کو صاحبِ مشکوٰۃ المصابیح شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی، ابنِ قدامہ، نووی اور ابنِ قیم وغیرہ رحمہم اللہ نے اپنی گرانقدر تصانیف میں بھی نقل کیا ہے۔ حافظ ابوبکر احمد بن اسحاق السنی رحمہم اللہ نے بھی اقامت کے جواب سے متعلق ایک حدیث روایت کی ہے۔ بعض روایات میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" کے جواب میں "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" کے بعد "وَجَعَلَنِيْ صَالِحِيْ اَعْمَالِهَا" اور بعض میں "اَهْلِهَا" کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں علامہ ابنِ علانؒ فرماتے ہیں:

"اس حدیث کی سند میں "اَوْعَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (یعنی "یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحابؓ سے" مروی ہے) سے صحابی کی تعیین کا جو شک پیدا ہوتا ہے، وہ قطعی بے ضرر ہے۔ کیونکہ تمام صحابہؓ عدول ہیں۔ الخ!" [2]

لیکن اس سلسلہ میں علامہ ابنِ علانؒ کی مذکورہ بالا تاویل نہایت کمزور اور غیر درست ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ اس حدیث کی سند میں "اَوْعَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ الخ" سے مراد راوی کا شک ہے۔ جیسا کہ علامہ ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادیؒ (م ۱۳۲۹ھ) نے اس امر کی صراحت فرمائی ہے [3]

علامہ سید ابوالوزیر احمد حسن محدث دہلویؒ (م ۱۳۳۸ھ) اس حدیث کی تخریج فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ حدیث شہر بن حوشب کی بعض احادیث میں سے ایک ہے۔ اس کی سند میں مجہول شخص موجود ہے اور شہر بن حوشب کی شخصیت متکلم فیہ ہے۔ ایک سے زیادہ اشخاص نے اس پر کلام کیا ہے۔ لیکن امام احمدؒ اور یحییٰ بن

---

[1] سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۱ ص ۲۰۸ طبع دہلی وملتان، مشکوٰۃ المصابیح مع تنقیح الرواۃ ج ۱ ص ۱۱۹ طبع دہلی ولاہور، کتاب الاذکار للنووی ص ۳۹ طبع بیروت، المغنی لابنِ قدامہ ج ۱ ص ۴۲۷ طبع ریاض، الوابل الصیب لابن قیمؒ ص ۱۱ طبع لاہور وابن السنی وغیرہ [2] شرح الوجیز مختصر لابنِ علانؒ علی ہوامش کتاب الاذکار ص ۳۹، طبع بیروت [3] عون المعبود ج ۱ ص ۲۰۸ الخ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔" ؎۱

شیخ ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

"علامہ منذریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں مجہول شخص موجود ہے۔ اور شہر بن حوشب پر ایک سے زیادہ (ائمہ جرح وتعدیل) نے کلام کیا ہے، اگرچہ امام احمدؒ اور یحییٰ بن معینؒ اسے ثقہ بتاتے ہیں۔" ؎۲

علامہ شیخ محمد الشقیری اس حدیث کو "السنن والمبتدعات" میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور ابن السنیؒ نے شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے، جو کہ ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک ضعیف اور بعض دوسروں کے نزدیک متروک ہے۔" — اس کے بعد علامہ موصوف نے صاحب میزان الاعتدال کا قول نقل کیا ہے! ؎۳

ایک اور مشہور سلفی عالم علامہ شیخ عبداللہ الخضری نے موذن کے قول "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ" کے جواب میں "اَقَامَہَا اللّٰہُ وَاَدَامَہَا" کہنے کو "دعاء کی بدعات" میں شمار کیا ہے۔ آں موصوف لکھتے ہیں:

"اس سلسلہ میں جو حدیث وارد ہے وہ ضعیف اور غیر صحیح ہے، پس اس کا ترک کرنا اور اس پر عمل نہ کرنا واجب ہے۔ الخ!" ؎۴

اسی طرح علامہ ابن قیم کی کتاب "الوابل الصیب" کے مرتب حاشیہ نے اس حدیث پر جو حاشیہ لکھا ہے، وہ اس طرح ہے:

"علماء فرماتے ہیں کہ یہ عمل غیر صحیح اور بدعت ہے۔ الخ!" ؎۵

؎۱ تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۹ طبع المجلس العلمی السلفی لاہور ودہلی۔

؎۲ عون المعبود ج ۱ ص ۲۰۸ ؎۳ السنن والمبتدعات ج ۱ ص ۵۱۔

؎۴ کتاب الدعاء للشیخ عبداللہ الخضری ص ۸، طبع الجمعیۃ لاحیاء التراث الاسلامی کویت ۱۹۴۸ء۔ اس کتاب کا مکمل ترجمہ "آداب دعاء" کے عنوان سے "محدث" میں شائع ہو چکا ہے۔

؎۵ حاشیہ علی الوابل الصیب ص ۱۱۸ طبع لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اب ذیل میں اس حدیث کی سند کے ایک راوی ابوعبدالرحمٰن شہر بن حوشب الاشعری الشامی (جو کہ طبقۂ ثالثہ سے تعلق رکھتا ہے) کے متعلق مشہور ائمۂ جرح وتعدیل، محدثین اور شارحین احادیث کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ: "شہر بن حوشب قوی نہیں ہے۔"[1]

حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"صدوق تو ہے مگر کثیر الارسال والاوہام ہے۔"[2]

آں موصوف ایک اور مقام پر شہر بن حوشب کے متعلق لکھتے ہیں: "حسن الحدیث ہے لیکن اس کی بعض چیزوں میں ضعف ہے۔"[3]

شارح ترمذیؒ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ بھی اس راوی کے متعلق فرماتے ہیں:

"حسن الحدیث ہے مگر اس کی بعض چیزوں میں ضعف ہے۔"[4]

علامہ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الهیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے بہت سے مقامات پر اس راوی پر نقد وجرح کی ہے، مثلاً: ــــ "ضعیف ہے۔"[5] "اس کے ساتھ احتجاج کرنے میں اختلاف ہے۔"[6] "بعض نے اس کی توثیق کی ہے حالانکہ اس میں ضعف ہے۔"[7] "اس کے متعلق اختلاف ہے لیکن امام احمدؒ، ابن معینؒ، ابوزرعہ اور یعقوب بن شیبہؒ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔"[8] "ثقہ ہے لیکن لوگوں نے اس پر کلام کیا ہے۔"[9] "حضرت بلالؓ سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اسی طرح حضرت معاذؓ سے اس کا سماع نہیں ہے لیکن وہ ان سے براہِ راست روایت بیان کرتا ہے۔"[10] "اس میں کلام ہے لیکن اس کی حدیث حسن ہے۔"[11] "اس کی حدیث حسن ہے لیکن اس میں ضعف ہے۔"[12] "اس کی حدیث

---

[1] الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ ۲۹۴ [2] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۵۵ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء [3] فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۳ ص ۶۵ طبع دار المعرفۃ بیروت [4] تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۷۰ طبع دہلی وملتان [5] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهیثمی ج ۵ ص ۲۶۱ طبع دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۸۲ء [6] ایضاً ج ۱ ص ۲۷ [7] ایضاً ج ۱ ص ۵۴، ۱۸۴ [8] ایضاً ج ۱ ص ۲۱۳ [9] ایضاً ج ۳ ص ۱۲۵ [10] ایضاً ج ۳ ص ۱۶۸-۱۸۱ [11] ایضاً ج ۴ ص ۵۱ [12] ایضاً ج ۴ ص ۲۹۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن ہے[1]۔" "ضعیف ہے لیکن اس کی حدیث لکھی جاتی ہے[2]۔" "ثقہ ہے، اس پر کلام کیا گیا ہے جو مضر نہیں ہے[3]۔" "اس کے متعلق اختلاف ہے[4]۔" "اس کو امام احمدؒ نے ثقہ بتایا ہے لیکن اس میں اختلاف ہے[5]۔" "امام احمدؒ وغیرہ نے اسے ثقہ بتایا ہے لیکن ایک سے زیادہ ائمہ نے اس کی تضعیف کی ہے[6]۔" "اس کی توثیق کی گئی ہے۔"[7]

علامہ ابو ہاجر محمد سعید بن بسیونی الزغلول نے علامہ ہیثمی کے، شہر بن حوشب سے متعلق، تمام اقوال کی ایک طویل فہرست جمع کی ہے جو قابلِ رجوع ہے[8]۔

حافظ ابو الحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی الکوفی (م ۲۶۱ھ) نے توثیق المجہولین کے اپنے قاعدہ کے مطابق شہر بن حوشب کو "ثقہ" قرار دیا ہے[9]۔

علامہ منذریؒ فرماتے ہیں: "شہر بن حوشب متکلم فیہ ہے، لیکن امام احمدؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔"[10]

علامہ ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادیؒ شارح سنن ابی داؤدؒ نے شہر بن حوشب کے متعلق علامہ منذریؒ کے قول کو نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے[11]۔

علامہ عبدالعزیز عز الدین السیروان نے شہر بن حوشب کا شمار اپنی مشہور کتاب "المجموع فی الضعفاء والمتروکین" میں کیا ہے اور اسے غیر قوی قرار دیا ہے[12]۔

حافظ محمد بن حبان بن احمد ابی حاتم التمیمی البستیؒ (م ۳۵۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ: "شہر بن حوشب ثقات سے معضلات اور اثبات سے مقلوبات روایت کیا کرتا ہے۔"[13]

نضر بن شمیلؒ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے ابنِ عونؒ کے سامنے "شہرؒ" کی ایک حدیث کا

---

[1] ایضاً ج ۴ ص ۲۱۷ [2] ایضاً ج ۵ ص ۱۴۷ [3] ایضاً ج ۶ ص ۲۲۸ [4] ایضاً ج ۱۰ ص ۹۳ [5] ایضاً ج ۱۰ ص ۶۴ [6] ایضاً ج ۱۰ ص ۲۲۱ [7] ایضاً ج ۱۰ ص ۲۴۰ [8] کتاب فہارس مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۰۷، ۲۰۸ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۶ء۔

[9] معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۴۶۱ طبع مکتبۃ الدار مدینۃ المنورۃ ۱۹۸۵ء [10] خاتمۃ الترغیب للمنذری ج ۴ ص ۴۸۲ وکذا فی عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۲۰۸ طبع دہلی و ملتان [11] عون المعبود ج ۱ ص ۲۰۸ [12] المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۲۸ طبع دار القلم بیروت ۱۹۸۵ء۔

[13] کتاب المجروحین لابنِ حبان ج ۱ ص ۳۶۱ طبع دار الباز مکۃ المکرمۃ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے اس نے مغازی میں روایت کیا ہے، ذکر کیا تو انہوں نے کہا: "اِنَّ شَھْرًا تَرَکُوْہُ اِنَّ شَھْرًا تَرَکُوْہُ"۔ ؎۱

ہمدانی فرماتے ہیں کہ عمرو بن علیؒ کا قول ہے: "یحییٰ القطانؒ شہر بن حوشب سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے"۔ ؎۲

حافظ ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی المکیؒ فرماتے ہیں: "نضر بن شمیلؒ کا قول ہے کہ ابن عونؒ نے فرمایا: "میں نے شہر کو ترک کیا ہے"۔ ؎۳

ابن عونؒ فرماتے ہیں کہ شعبہ نے شہر بن حوشب پر کلام کیا ہے ؎۴" ابن عونؒ کا ایک دوسرا قول ہے کہ: "شعبہؒ نے شہر کو ترک کیا ہے"۔ ؎۵ ابن عون سے یہ بھی منقول ہے کہ "ہلال بن ابی زینب نے شہر بن حوشب کے متعلق ذکر کیا اور اس کو ترک کیا۔ یعنی اس طرح کہ اس پر کسی چیز کا اتہام لگایا اور اس کی تضعیف فرمائی"۔ ؎۶

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے شہر بن حوشب کا ترجمہ بالتفصیل درج کیا ہے، جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"ابن ابی خیثمہؒ اور معاویہ بن صالح نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ: وہ ثقہ ؎۷ ہے۔ امام احمد اس کے حسن الحدیث ہونے کے قائل ہیں۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ: وہ بغیر ابی الزبیر کے کوئی روایت نہیں کرتا اور وہ حجت نہیں ہے ؎۸۔ ابو زرعہؒ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نسائیؒ اور ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ: وہ قوی نہیں ہے ؎۹ دولابیؒ کا قول ہے: "لَا یُشْبِهُ حَدِیْثُهٗ حَدِیْثَ النَّاسِ"، فلاسؒ کا قول ہے کہ: یحییٰ بن سعیدؒ "شہر" سے حدیث روایت نہیں کرتے لیکن عبد الرحمنؒ اس سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ علی بن حفص المدائنیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شعبہؒ سے عبد الحمید بن بہرام کے متعلق استفسار

؎۱ ایضاً وکذا فی کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۱۹۱ طبع الدار الکتب العلمیہ بیروت ؎۲ کتاب المجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۳۶۲ ؎۳ کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۱۹۱ وکذا فی المیزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۸۳ طبع دار المعرفۃ بیروت ؎۴ کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۱۹۱ ؎۵ میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۸۳ ؎۶ کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۱۹۲ ؎۷ کذا فی التاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص ۲۶۰ ؎۸ کذا فی الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم ج ۴ ص ۳۸۲ ؎۹ کذا فی الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۴ ترجمہ ۱۳۵۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو انھوں نے فرمایا: صدوق ہے مگر وُہ "شہر" سے روایت کرتا ہے۔ ابنِ عدیؒ کا قول ہے کہ: محمد بن یحیٰی المروزیؒ کو اسحاقؒ نے بتایا کہ ابوعیسٰی ترمذیؒ نے کہا کہ محمد یعنی بخاریؒ نے فرمایا: شہر حسن الحدیث ہے [1] احمد بن عبداللہ عجلیؒ نے کہا کہ: ثقہ ہے [2] عباس نے یحیٰیؒ سے اثبات نقل کیا ہے۔ یعقوب بن شیبہؒ فرماتے ہیں: "شہر" ثقہ ہے، لیکن بعض ائمہ نے اس پر طعن کیا ہے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: ایک جماعت "شہر" کے ساتھ احتجاج کرنے کی طرف گئی ہے۔ احمدؒ سے حرب الکرمانی روایت کرتے ہیں کہ: "مَا اَحْسَنَ حَدِيْثَهٗ" اور پھر اس کی توثیق کرتے ہیں۔ اسی طرح حنبلؒ احمدؒ سے روایت کرتے ہیں: "لَيْسَ بِهٖ بَأْسٌ" فسویؒ کا قول ہے: "شہر جس پر ابن عونؒ نے کلام کیا ہے، وُہ ثقہ ہے۔ ابنِ عدیؒ کا ایک مشہور قول ہے [3]: "شَهْرٌ مِمَّنْ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ وَلَا يُتَدَيَّنُ بِحَدِيْثِهٖ - الخ" [4]

اختتام پر محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی کی تحقیق پیشِ خدمت ہے۔ آں موصوف نے اپنی تصانیف میں بہت سے مقامات پر شہر بن حوشب پر کلام کیا ہے، چنانچہ آپ لکھتے ہیں: "شہر بن حوشب میں اس کے حافظہ کی خرابی کے باعث ضعف ہے [5]، "شہر" کا ضعف مشہور ہے [6]، "شہر بن حوشب ضعیف ہے [7]، "شہر بن حوشب سیّئ الحفظ ہے [8] اور "شہر بن حوشب ضعیف ہے۔ اس کی بکثرت خطاؤں کی وجہ سے اس کے ساتھ احتجاج درست نہیں ہے [9] الخ"

مزید تفصیل کے لیے تاریخ یحیٰی بن معینؒ ج ۲ ص ۲۶۰، الضعفاء الکبیر للبخاریؒ ج ۲ ص ۲۵۸، الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتمؒ ج ۴ ص ۳۸۳۔ اور کامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ ج ۴ ترجمہ ۱۳۵۴ وغیرہ کی طرف رجوع مفید ہو گا۔ ان شاء اللہ!

خُلاصَۂ کَلام: یہ کہ شہر بن حوشب کی اگرچہ بعض ائمہ نے توثیق کی ہے لیکن

---

[1] ایضاً [2] کذا فی معرفۃ الثقات للعجلی ج ا ص ۴۶۱ [3] کذا فی الکامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ ج ۴ ترجمہ ۱۳۵۴ [4] میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۸۳، ۲۸۵ [5] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ا ص ۲۰۰، ۵۰۵ و ج ۲ ص ۱۰۱ طبع المکتب الاسلامی دمشق ۱۹۸۵ء [6] ایضاً ج ا، ص ۴۷، ۱۸۱ [7] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۵۰ طبع المکتب الاسلامی دمشق ۱۳۹۹ھ [8] ایضاً ج ۲ ص ۳۴۱ [9] ایضاً ج ۲ ص ۲۸۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ و محدثین کی اکثریت کا اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔ لہٰذا وہ ضعیف (بلکہ بعض کے نزدیک متروک) قرار پائے گا۔ نتیجتاً اس سلسلہ میں جو حدیث اوپر زیر بحث تھی وہ مجہول اور ضعیف الاسناد رواۃ کی موجودگی کے باعث غیر صحیح ہوگی۔ پس جو لوگ بہ سبب لاعلمی آج تک اس پر عمل کرتے آ رہے ہیں ان پر اس کا فوری ترک کر دینا واجب ہے۔ هٰذَا مَا عِنْدِي وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ!

شعر و ادب — جناب عبدالرحمٰن عاجز

توبہ توبہ ایسی توبہ سے توبہ توبہ!

الفت کا پھل طاعت ہے اور طاعت کا پھل خلد بریں
طاعت کی زینت ہے تقویٰ، تقویٰ حسن علم و یقیں

خواب گراں سے جاگ مسافر سونا اتنا ٹھیک نہیں
جاگ، سنبھل، اٹھ نیند کی حالت میں نہ اجل آ جائے کہیں

ظالم ہو اور بچ نکلے وہ نہیں نہیں یہ بات نہیں
مظلوموں کی آہوں سے تھرّا اٹھتا ہے عرش بریں

صنعت اس کی قدرت اس کی ہر جا پر ہے جلوہ فشاں
لیکن خود وہ ذات مقدس چشم بشر سے پردہ نشیں

روح کی ہو وہ یا کہ بدن کی مخفی ہو یا ظاہر ہو
نسخۂ پُر تاثیر ہے ہر بیماری کا قرآن مبیں

توبہ توبہ ایسی توبہ سے توبہ توبہ

لب پر استغفار نہ آنکھوں میں نم اور نہ قلب حزیں
نوع بشر میں یکساں ہیں سب علم و عمل میں جدا جدا

ایک بشر ہے خارِ مغیلاں ایک بشر گلزارِ حسیں
جل جاتی ہے نفس کی خواہش ٹل جاتی ہے غفلتِ دل

خوفِ الٰہی ہو جاتا ہے جس دم دل میں گوشہ نشیں
اے عاجزؔ ہے عظمتِ دیں کا وعظ سدا لب پر تیرے

دیں کے خلاف عمل ہے کیوں گر دل میں تیرے ہے عظمتِ دیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ